© rasailojaraid.com

اصلاحِ عقیدہ اور عقیدت

عبدالغفور تبسم
(خازن مرکزیہ [illegible])

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور گمراہ کرنے والے لوگوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو کیونکہ یہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ (سورۃ المائدہ)

قارئین کرام اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو دین میں غلو کرنے سے منع فرمایا ہے۔

غلو کے معنی

کسی معاملہ میں زیادتی کرنا‘ حد سے بڑھنا‘ خاص کر دین اسلام کے کاموں میں۔

اہل ایمان کو اللہ کا حکم

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

غلو کیسے ہوتا ہے......؟

غلو پیدا ہونے کی زیادہ تر ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ انسان محبت اور عقیدت کرتا ہے‘ اس کی محبت میں ایسا عمل کر گزرتا ہے‘ جس کی اجازت عقیدہ نہیں دیتا۔

عقیدہ کیا چیز ہے......؟

قرآن کی زبان سے اور امامِ اعظم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ذریعے بتائے گئے احکامات کو ماننا عقیدہ کہلاتا ہے۔

اب یہاں پر دو لفظ آئے ہیں‘ عقیدت اور عقیدہ۔

اس مضمون میں ان شاء اللہ میں عقیدت اور عقیدہ کے بارے میں کچھ تحریر کروں گا۔ آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

قرآن کریم عقیدت اور عقیدہ کے متعلق وضاحت کرتا ہے

قرآن کریم یہود و نصاریٰ کی عقیدت کو بیان کرتا ہے کہ یہودیوں نے عقیدت میں آ کر اپنے نبی حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا اور عیسائیوں نے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہا۔ یہود و نصاریٰ کی اس عقیدت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا:

”اور یہود کہتے ہیں عزیز خدا کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں‘ پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں کہا کرتے تھے یہ بھی انھیں کی رِیس کرنے لگے ہیں۔ خدا اُن کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔“ (التوبہ: ۳۰)

عقیدہ کے بغیر عقیدت قبول نہ ہوگی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے حد محبت کی۔ ہر مشکل وقت پر آپ کا ساتھ دیا۔ جس طرح کہ ایک دفعہ کفارِ مکہ کے تمام سردار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شکایت کرنے لگے اور کہتے ہیں کہ اے ابوطالب آپ اپنے بھتیجے کو منع کر لیں کہ وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا مت کہے۔ ہم سب صرف اور صرف آپ کی خاطر ابھی تک خاموش ہیں‘ ورنہ ہم کب سے اُس کو مزا چکھا چکے ہوتے۔ ہم سب آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کو منع کر لو۔

جب سردارانِ کفار مکہ چلے گئے اور ہادی کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ابوطالب نے اپنے پاس بلایا اور مکہ کے کفار کی ساری باتیں سنانے لگے اور ساتھ ساتھ یہ بھی احساس دلایا کہ کفار مکہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم صرف آپ کی وجہ سے خاموش ہیں‘ ورنہ ہم......

ابوطالب نے یہ بھی کہا کہ بیٹا اب میرے جسم میں طاقت نہیں رہی۔ کمزور ہو چکا ہوں‘ مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں۔ اس لیے بیٹا اب ذرا ہاتھ ہلکا کر لیں۔

جب ابوطالب اپنی بات مکمل کر چکا تو امامِ کائنات امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے ہیں کہ چچا جان میری بات ذرا غور سے سننا۔ آپ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں‘ مکہ کے کفار میرے سیدھے ہاتھ پر سورج اور الٹے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں اور مجھے یہ کہیں کہ اللہ کی توحید کو چھوڑ دو تو یہ بات ناممکن ہے۔ جس وقت ابوطالب نے اپنے بھتیجے کی یہ باتیں سنیں تو کہنے لگا بیٹا یہ بات ہے تو جاؤ جس طرح جی چاہے عبادت کرو‘ خطابت کرو‘ جب تک میرے جسم میں سانس باقی ہے‘ تب تک کوئی بھی تیری طرف آنکھ میلی کر کے نہیں دیکھ سکتا۔

اتنی عقیدت کی چچا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انتہاء کر دی۔ چچا کا آخری وقت ہے‘ موت و حیات کی جنگ جاری ہے‘ رؤف الرحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کے سرہانے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں اے چچا ایک دفعہ میرے کان میں کلمہ توحید پڑھ لو‘ کل قیامت کے دن اللہ سے جھگڑا کر کے جنت لے دوں گا۔ مگر ابوطالب نے برادری کے طعن و تشنیع کے خوف سے کلمہ توحید نہ پڑھا اور فوت ہو گیا۔ اس وقت آپ بہت غمگین ہوئے۔ دکھ ہوا‘ تکلیف پہنچی‘ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے پیغمبر کو غمزدہ دیکھا تو آسمان کی بلندیوں سے یہ اعلان حق برحق فرمایا:

”پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ شرک اہل دوزخ ہیں تو ان کے لیے بخشش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مانگیں گو وہ ان کے قرابت دار ہی ہوں۔'' (التوبہ:۱۱۳)

قارئین حضرات! پڑھا آپ نے کہ ابوطالب نے اپنے بھتیجے کے ساتھ کتنی عقیدت کا اظہار کیا' مگر عقیدہ نہیں اپنایا تو اس کی عقیدت اس کے کام نہ آئی۔ آخر کار جہنم کا ایندھن بن گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا مجھے میری حد سے نہ بڑھاؤ' جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے بڑھا دیا۔ بس میں تو اس کا بندہ ہوں' مجھے تم اس کا بندہ اور رسولؐ ہی کہو۔ اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عقیدت میں آ کر حد سے بڑھائے' یوں کہے کہ آپ بشر نہیں بلکہ نور من اللہ نور ہیں۔ آپ مختار کل ہیں' آپ عالم الغیب ہیں' آپ مشکل کشا ہیں' آپ حاضر و ناظر ہیں وغیرہ۔

تو یہ عقیدت کام نہیں آئے گی کیونکہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ عقیدہ تو یہ کہتا ہے کہ آپ بشر رسول ہیں۔ عقیدہ تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی مختار کل نہیں۔ عقیدہ تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب جاننے والا نہیں۔ عقیدہ تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی مشکل کشا نہیں۔ عقیدہ تو یہ کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ حاضر و ناضر کوئی بھی نہیں۔ ان سب صفات کی وضاحت قرآن کریم نے جگہ جگہ بیان کی ہے۔ الغرض جو عقیدت عقیدہ کے منافی ہو گی' وہ کام نہیں آئے گی۔ بلکہ وبالِ جان بن جائے گی۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی عقیدت

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حیرہ شہر گیا اور دیکھتا ہوں کہ وہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ ہماری عقیدت کتنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات سے اعلیٰ ہیں' اس لیے ہمیں چاہیے کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدہ بیان فرمایا اور سمجھایا کہ اے میرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کرو۔ مگر اللہ نے سجدہ اپنی ذات کے لیے ہی خاص کیا ہے۔ یہ ہے عقیدت اور عقیدہ۔

عقیدت کتنی ہے

کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کثرت کے ساتھ نمازیں پڑھیں' روزے رکھیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر عقیدہ کیا کہتا ہے:

تین صحابہ کرام حضرت علیؓ' جناب عبداللہ بن عمرؓ جناب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لائے' دروازے پر دستک دی تو اندر سے جواب آیا کہ امام اعظم صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر موجود نہیں۔ (حاضر و ناظر ماننے والوں کی نفی ہو گئی' ایسی عقیدت سے اللہ بچائے۔ آمین) جب اندر سے یہ جواب ملا کہ ہادی کائنات گھر پر نہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں سوال کیا تو امہات المومنین نے نبی کائنات کی عبادت کی وضاحت فرمائی۔ تو صحابہ رضی اللہ عنہم جو تینوں وہاں پر موجود تھے' اپنے آپ سے عہد کرتے ہیں۔

ایک صحابی نے کہا **انا اصلی اللیل ابدا**۔ میں ساری رات عبادت کروں گا۔

دوسرے نے کہا **انا اصوم الدھر ولا افطر** میں ساری زندگی روزے ہی رکھوں گا' کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

تیسرے نے کہا **انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا**۔ میں ہمیشہ شادی نہیں کروں گا۔ جب رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کی ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ تین صحابی تشریف لائے تھے۔ انھوں نے آپ کے بارے میں سوال کیا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر نہ ہونے کی خبر دی تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں سوال کیا تو ہم نے آپ کی عبادت کے بارے میں بتایا تو انھوں نے یہ عہد کیا آپس میں۔

تو اس وقت امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ان صحابہ کو بھی بلایا اور جب تینوں صحابہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بات کی تصدیق کی' کیا آپ نے باتیں آپس میں کی ہے.....؟ (اس تصدیق سے ہمیں یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ لوگو کوئی بھی' بڑے سے بڑا' بڑی پگڑی والا' بڑی کیپ والا' بڑی شہرت والا' بڑی امانت والا' بڑی خطابت والا' بڑی جماعت والا' بڑی طاقت والا' الغرض کوئی بھی تمھیں دین اسلام کے بارے میں کوئی بھی مسئلہ سنائے تو سب سے پہلے اس مسئلہ کی تصدیق کرنا ضروری ہے کہ واقعی یہ مسئلہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہے یا پھر بتانے والا اپنی عقل و دانش کے مطابق کہہ رہا ہے۔ تصدیق کر لینا بہت ضروری ہے کیونکہ میرے اور آپ کے ہادی امہات المومنین کی بتائی ہوئی بات کی تصدیق کر رہے ہیں' اس پوری کائنات میں سب سے بڑھ کر اگر کوئی سچ بولنے والی خواتین ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔) جب آپ نے تصدیق کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اما واللہ انی لا خشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وأرقد واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی)) میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا بھی ہوں اور متقی بھی ہوں' میں روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں' نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیا ہے' جو شخص میرے طریقہ سے ہٹ کر عمل کرے گا' وہ مجھ سے نہیں۔

عزیز قارئین غور کریں! سرورِ کائنات نے کتنی بڑی وعید سنائی ہے' جو شخص اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے یہ بات کس موقعہ کی ہے۔ جس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عقیدت میں آ کر اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہا' عمل بھی ایسا جن کا اجر بھی بہت زیادہ' نماز پڑھنا' روزہ رکھنا اور بال بچوں کے شور شرابے سے بچ کر عبادت الٰہی کرنا' بہت بلند درجے کے عمل ہیں۔ مگر اس وقت قابل قبول ہوں گے جب عقیدت کو عقیدہ کے مطابق رکھا جائے گا۔

جھک کر سلام کرنا

عقیدت کہتی ہے کہ تمھارے بزرگ آئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیر صاحب تشریف لائے ہیں' چوہدری صاحب آئے ہیں۔ یہ بزرگ تو بہت کرنی بھرنی والے ہیں۔ ان کو جھک کر سلام کرو' ان کے گھٹنوں کو پکڑو' ان کے ہاتھ پاؤں چومو' عقیدت نے تو شور مچا رکھا ہے کہ اگر ایسا عمل (سلام) نہ کرو گے تو عقیدت نہ ہو گی۔ مگر جب عقیدہ کو پتہ چلتا ہے تو عقیدہ بابانگِ دہل اعلان کرتا ہے' ایسا عمل کرنے والو عقیدت کے جال میں پھنس کر کہیں اپنے عقیدے کو برباد نہ کر لینا۔ ایسا عمل کرو' جس کی اجازت سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہو۔ صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول اینحنی نعضنا لبعض؟ قال لا قلنا یعانق بعضنا بعضا قال لا ولکن تصافحو.

کیا ہم سلام کرتے وقت ایک دوسرے کے سامنے ادباً جھک جائیں' فرمایا نہیں۔ پھر عرض کیا گیا ہم سلام کے وقت معانقہ کریں' فرمایا نہیں۔ لیکن مصافحہ کرو۔ یہ ہے عقیدے کا پیغام اور اعلان اگر ادباً کسی کے سامنے جھکنے کی اجازت ہوتی تو حسنین کریمین کے نانا جان' جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھک کر پاؤں کو پکڑ کر ہاتھوں کو چوم کر سلام کہا جاتا۔ مگر رہبرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی ذات کے علاوہ سجدے کی اجازت دی جاتی تو عورت کو حکم ملتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے' مگر اللہ نے اپنی ذات کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ حرام قرار دیا ہے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

والدین اور عقیدت

والدین کے ساتھ عقیدت رکھنا عقیدے کا حصہ ہے۔ جو لوگ اپنے والدین کے ساتھ عقیدت نہیں رکھتے' ان لوگوں کے بارے میں امامِ اعظم پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کی ناک خاک آلود ہو جو اپنے والدین کو زندگی میں پائے اور ان کی خدمت کر کے اللہ کو راضی کر کے اللہ کی جنت کا حقدار نہیں بن جاتا۔ کتنا بڑا مقام ہے والدین کے ساتھ عقیدت کا' مگر ان کے ساتھ بھی عقیدت اس وقت تک ہے جب عقیدے کے خلاف حکم نہیں دیتے۔

اس کی مثال حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اپنی والدہ کے ساتھ عقیدت کی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو والدہ نے احتجاج کیا کہ تم اسلام کو چھوڑ دو ورنہ میں بھوک ہڑتال کروں گی۔ دھوپ میں بیٹھ جاؤں گی' سر کے بالوں کو بکھیروں گی۔ اُس وقت تک یہ سلسلہ جاری رکھوں گی' جب تک تو اسلام کو نہ چھوڑے گا۔ اور پھر ہوا بھی ایسا کہ حضرت سعد کی والدہ نے تیں دن تک احتجاج کیا۔

آخر کار حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تیرے لیے حکم ہے کہ اپنی والدہ کی خدمت کر اور اسلام کو بھی نہ چھوڑ۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آ کر کہا اماں جان آپ کچھ کھا پی لیں۔ اماں نے وہی کہا کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گی جب تک تو اسلام کو نہ چھوڑ دے۔ تو حضرت سعد نے کہا اماں جان آپ ایک جان ہیں' آپ جیسی سو جانیں بھی آ جائیں اور میرے سامنے ایک ایک کر کے گزرتی چلی جائیں میں کبھی بھی اسلام کو نہ چھوڑوں گا۔ اس مقام پر عقیدت نے بہت زور لگایا کہ تیری والدہ ہے' اس کا مقام بہت بڑا ہے' مگر عقیدہ قرآن کی زبان میں یہ جواب دیتا ہے:

''اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں دنیا کے کاموں میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا'' (سورۃ لقمان:۱۵)

بھائی کے ساتھ عقیدت

یہ سلسلہ تو شروع ہی سے چلتا آ رہا ہے کہ بھائی بھائی کا پیار بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بھائی اپنے بھائی کے ساتھ بہت عقیدت رکھتا ہے اور ہوتا بھی ایسا ہی ہے کہ ایک ماں کے پیٹ سے جنم لینے والے دونوں بھائی ایک دوسرے کے ساتھ ایسی عقیدت رکھیں۔ اگر ایک بھائی کے پاؤں میں کانٹا لگ جائے تو دوسرا اس کی درد محسوس کرے۔ اگر ایک بھائی کمزور ہے تو دوسرا اُس کی مدد کرے۔ اگر ایک بھائی مشکل میں پھنسا ہوا ہے تو دوسرا اس کے کام آئے۔ یہ عقیدت رکھنے کا حق ہے کہ ہر وقت اپنے بھائی کو یاد رکھا جائے۔ یہ ہی عقیدت کام آئے گی۔ مگر جو عقیدت عقیدے کے خلاف ہو گی' وہ کام نہیں آئے گی۔ مثلاً بھائی کی منگنی یا شادی کا موقعہ آیا' عقیدت کہتی ہے کہ تیرا چھوٹا بھائی ہے' بہت لاڈلا ہے' بہت پیارا ہے۔ اس کی منگنی ہے' کوئی ڈھول ڈھمکہ ہونا چاہیے۔ ناچ گانے کی محفل ہونی چاہیے۔ وغیرہ۔

مگر عقیدہ منع کرتا ہے کہ اگر ایسا کرے گا تو سنت والا عمل ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ شیطان خوش ہو گا۔ منگنی کا موقعہ تو گزر جائے گا' کیسے بھی گزرے۔ مالی حالات کی وجہ سے یا اور کسی مجبوری کی وجہ سے۔ اب آیا شادی کا موقعہ عقیدت نے دوبارہ آنکھ کھولی اور بھائی کے کان میں کہا کہ پہلے منگنی تو تو نے ایسے ہی گزار دی اب شادی کا موقعہ ہے۔ منگنی والی کسر بھی نکال دے۔ برادری والوں کو پتہ چلے کہ بھائی نے بھائی ہی نہیں والد کی جگہ پر بھی کام کیا۔ بھائی یہ نہ کہے کہ میرا والد ہوتا تو ساری خوشیاں کرتا۔

کہیں آتش بازی کر کے گاؤں والوں کو بے آرام کیا جاتا' کہیں نقال آتے ہیں۔ کہیں ناچ گانے کی محفل ہوئی' کہیں شراب نوش کی جاتی ہے اور شور شرابہ کر کے محلہ والوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ کہیں ہوائی فائرنگ کر کے کسی کے گھر کو آگ لگائی ہوئی۔ یہ سارے سبق عقیدت نے پڑھائے ہوئے ہیں۔ مگر عقیدے نے دوٹوک الفاظ میں جواب دیا ہے:

''اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ۔ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کی نعمتوں کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے۔ (بنی اسرائیل:۲۶'۲۷)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ و عقیدت میں فرق کرنے اور عقیدہ کو عقیدت پر ہمیشہ ترجیح دینے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

☆☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com